JANUARY 2018
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 285
Regd. # MC-1177

فارسی

"تحصیلُ البرَکات بِبیانِ معنیٔ التَّحیات"

بنام

برکاتِ تشہد

تصنیف

شیخ الاسلام والمسلمین، شیخ محقق

فضیلت پناہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۵۲ھ

ترجمہ، تخریج و تحشیہ

غلام جیلانی چاچڑ نقشبندی

(فاضل جامعہ انوار العلوم ملتان)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

"تحصیلُ البرکات بِبیانِ معنیٔ التحیات" فارسی

بنام

برکاتِ تشہد

تصنیف

شیخ الاسلام والمسلمین، شیخ محقق

فضیلت پناہ، شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۱۰۵۲ھ

ترجمہ، تخریج وتحشیہ

غلام جیلانی چاچڑ، نقشبندی

(فاضل جامعہ انوار العلوم ملتان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

رابطہ: 021-32439799

نام کتاب : تحصیل البرکات ببیان معنی التحیات، فارسی
بنام ''برکات تشہد''

مصنف : حضرت سیّدنا شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، تخریج وتحشیہ : غلام جیلانی چاچڑ، نقشبندی حفظہ اللہ تعالی

نظر ثانی وتصحیح : حضرت علامہ مفتی محمد عطاءاللہ نعیمی حفظہ اللہ تعالی

سن اشاعت : ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ / جنوری 2018ء

سن اشاعت نمبر : 285

تعداد اشاعت : 5000

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

انتساب

راقم الحروف اپنی اس حقیری کاوش کو ''حضوری بزرگ''، فضیلت پناہ، شیخ اجل، فخر المحد ثین، حضرت سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۵۲ھ

اور

گردوں فراز علمی وروحانی شخصیت

غزالی زماں، رازی دوراں، بیہقی وقت، ضیغم اسلام، امام اہل سنت، حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نور اللہ مرقدہ، (ت ۱۹۸۵) کی بارگاہ عرش ناز میں بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہے۔

؎ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

نیاز مند

غلام جیلانی چاچڑ، نقشبندی

پیش لفظ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

"تحصیل البرکات فی بیان معنیٔ التحیات" شیخ محقق شیخ عبدالحق محدّث دہلوی (ت۱۰۵۲) کی تصانیف میں سے ایک منفرد رسالہ ہے جس میں آپ نے "التحیات" کی فارسی نثر میں جامع ومانع شرح فرمائی ہے اور یہ رسالہ محقق کی کتاب "الاخبارالاخیار" کے حاشیہ پر ایک زمانے میں ہوتا رہا ہے، جسے اردو جاننے والے اہلِ اسلام کے لئے محترم جناب حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی چاچڑ نقشبندی زید علمہٗ نے اردو زبان میں منتقل فرمایا اور اس پر مفید حواشی تحریر فرائے، جہاں ضرورت پیش آئی نصوص کی تخریج فرمائی ہے۔

الحمدللّٰہ، ترجمہ بہت سہل اور حواشی بہت مفید ہیں۔ حضرت نے اس سے قبل بھی شیخ محقق علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ بنام "استینا س انوار القبس فی شرح دعاء انس" کا اردو زبان میں ترجمہ کرکے ادارے کو شائع کرنے کے لئے پیش فرمایا تھا اور اب یہ ترجمہ عنایت فرمایا ہے جو کہ پہلی بار اِس ادارے کی طرف سے شائع ہوگا۔

اور ادارہ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) اشاعت کے 285 پر شائع کرنے کا اہتمام کررہا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مصنّف کی قبر مبارک بے حساب رحمتیں نازل فرمائے اور مترجم محشی مخرج اور اراکینِ ادارہ کی سعی کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اور اس کاوش کو عوام وخواص کے لئے مفید بنائے۔ آمین

محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

خادم دارالحدیث والافتاء بجامعۃ النور

جمعیت اشاعت اہلسنّت، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

﴿عرض مترجم﴾

"تحصیل البرکات ببیان معنیٔ التحیات" امام المحدثین، حضرت سیّدنا شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل میں سے ایک پر مغز، جاندار اور دل میں اتر جانے والا رسالہ ہے۔ جس میں آپ نے اپنے عزت مآب قلم سے کلمات تشہد کی فارسی نثر میں جامع ومانع اور محققانہ انداز میں شرح رقم فرمائی تھی۔ رسالہ ہذا آپ کی مایہ ناز تصنیف "اخبار الاخیار" فارسی کے حاشیہ پر موجود ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام وانصرام نوریہ رضویہ سکھر کی طرف سے کیا گیا تھا۔

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کے "الرسائل والمکاتیب" کی فہرست دیکھنے کے دوران رسالہ ہذا پر نگاہیں رُک گئیں، دل میں یہ خیال دامن گیر ہوا کہ اسے اردو جامہ پہنانے کی سعادت حاصل ہو جائے، تو زہے نصیب۔

راقم الحروف نے اللہ جل جلالہ اور اس کے محبوب معظم، تاجدار کونین ﷺ کے فضل و کرم اور اپنے شیخ کریم حضرت پیر سیّد مرید قلندر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اثر سے اردو قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔

ترجمہ اور حواشی قائم کرنے میں اگر کوئی خوبی ہے، تو وہ یقیناً اللہ عزّ وجلّ کی عطا، محبوب کائنات ﷺ کے فضل وکرم، میرے اساتذہ، والدین اور پیر ومرشد کے فیضانِ نظر کی برکتیں ہی ہیں اور البتہ اس میں جو خامیاں، خطائیں اور علمی لغزشیں نظر آئیں تو اربابِ علم ودانش اسے بندۂ احقر کی علمی مفلسی پر محمول کریں

والعذر عند کرام الناس مقبول "اور اہلِ دل معذرت قبول فرمالیتے ہیں۔"

اصحابِ علم وتحقیق بخوبی آگاہ ہیں کہ ترجمہ نگاری کتنا مشکل کام ہے۔ اُصولِ ترجمہ جاننے والے بعض محققین کا قول ہے کہ "کسی بھی بامعنی کتاب کا معیاری ترجمہ وجود میں لانا اس کی

شرح لکھنے سے زیادہ مشکل ہے۔" [1]

راقم اپنی علمی مفلسی اور کم مائیگی کا معترف ہے۔ میرے قلم میں وہ طلاقت کہاں، اور خامہ میں وہ طاقت کہاں، میں قطعاً اس میدان میں اُترنے کے قابل نہیں مگر بے کار بیٹھنے سے کچھ نہ کچھ کرتے رہنا اچھا ہے۔ شیخ شرف الدین بخاری یاد آگئے

بقدرِ خویش کوشیدن   بہ از بے کاری وخموشیدن [2]

اللہ عزّ وجلّ میری اس حقیری کوشش کو، حسن کائنات، محبوب مکرم ﷺ کے صدقے قبول فرمائے۔ میرے اساتذہ، مشائخ عظام اور والدین کی بلندیٔ درجات کا سبب بنائے۔

مجھے اس بات کے اعتراف میں کوئی تامل نہیں کہ فخر الاماثل، عمدۃ الافاضل، حضرت علامہ پروفیسر محمد عبدالغفور غوثوی مدظلہ العالی (مترجم : النبراس ، مرام الکلام فی عقائد الاسلام ، نعم الوجیز وغیرھم) کی علمی سرپرستی حاصل نہ ہوتی تو یقیناً یہ کارِ ہنر تشنۂ تکمیل رہ جاتا۔

اس نیازمند نے جب بھی کسی عربی وفارسی کتاب کا ترجمہ لکھ کر خدمتِ اقدس میں پیش کیا تو داد وتحسین دیتے ہوئے حوصلہ افزا کلمات سے نوازا، تسلی وتشفی سے ڈھارس بندھائی۔ یوں ایک پست ہمت انسان کو جواں ہمت بنا دیا۔

استاذی المکرّم نے ترجمہ ہذا کو اصل فارسی متن کے ساتھ ملا کر دیدہ ریزی سے پڑھا اور جہاں بھی چاہا قلمزد فرمایا۔ نیازمند آپ کے حق میں یوں دعا گو ہے

اَلْخَیْرُ مَا دُمْتَ حَیًّا لَّا یُفَارِقُنَا

بُوْرِکْتَ یَا عُمَرَ الْخَیْرَاتِ مِنْ عُمَرٍ

"جب تک آپ زندہ رہیں گے اس وقت تک بھلائی ہم سے جدا نہ ہوگی، اے نیکیوں کے عمر آپ کو طویل زندگی سے برکت دی جائے۔" [3]

(۱) الرسائل والمسائل: جلد۲، ص۳۸، از پیر محمد چشتی

(۲) نامِ حق فارسی

(۳) ولولہ انگیز خوشبوئیں ص۷۳: از علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

رسالہ ہذا کے ترجمہ، کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے دوران جن دوستوں نے جس صورت میں بھی رہنمائی فرمائی، سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خصوصاً دیرینہ دوست حضرت علامہ قاری زاہد حسین اُویسی نے بعض مقامات پر الفاظِ ترجمہ کی نوک و پلک کو سنوار کر شاد کام کیا اور عزیز القدر محمد مجاہد زید علمہٗ وشرفہٗ کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے صبر آزما مراحل میں پوری تندہی کے ساتھ میرے شریکِ کار رہے۔ **فجزاھم اللہ خیراً**

قارئین کرام سے التماس ہے کہ از راہ خیر خواہی میری کوتاہیوں کی نشاندہی فرمائیں ،تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ودرستی کے بعد کلمات تشکر وامتنان کے ساتھ جگہ پاسکیں۔

اہل سنت و جماعت کے مقتدر عالم، شیخ الحدیث، حضرت عُلامہ مفتی عطاءاللہ نعیمی صاحب، بانی جمعیت اشاعتِ اہلسنّت حضرت علامہ محمد عرفان ضیائی صاحب اور جمعیتِ اشاعت اہلسنّت کے جملہ اراکین کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے

اس سے قبل رسالہ" استینا س انوار القبس فی شرح دعاء انس (فارسی)" کا اردو ترجمہ شائع فرما کر مرہون وممنون فرمایا اور اس وقت پیش نظر رسالہ "تحصیل البرکات ببیان معنیٔ التحیات" کا اردو ترجمہ بھی "برکات تشہد" کے عام فہم نام سے شائع کررہے ہیں۔ خالق کائنات جلّ جلالہٗ اسے مقبول خاص وعام فرمائے۔ میری، میرے اہل خانہ اور احباب کی مغفرت کا سبب بنائے۔

خدائے لم یزل رسالہ ہذا کو میرے اساتذہ اور مشائخ کرام کی ترقی درجات کا موجب بنائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نیاز مند

غلام جیلانی چاچڑ، نقشبندی

﴿حالاتِ مصنف از مترجم﴾

شیخ الاسلام، امامِ اہلسنّت شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، شہر دہلی ۹۵۸ھ، ۱۵۵۱ء میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد ماجد شیخ سیف الدین دہلوی شعروسخن کا ذوق رکھنے والے عالم اور صاحب حال بزرگ تھے۔سلسلۂ عالیہ قادریہ میں شیخ امان اللہ پانی پتی کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے۔[1]

﴿تحصیل علم﴾

حضرت شیخ محقق کو اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے عقلِ سلیم اور فہم ودانش کا وافر حصہ عطا فرمایا۔حافظہ حیرت انگیز حد تک قوی تھا۔خود فرماتے ہیں

''دواڑھائی سال کی عمر میں دودھ چھڑائے جانے کا واقعہ مجھے اس طرح یاد ہے جیسے کل کی بات ہو۔''

والد ماجد نے ظاہری و باطنی تربیت پر بھرپور توجہ دی۔دو تین ماہ میں قرآن شریف پڑھادیا۔پھر علوم دینیہ حاصل کرنے لگے۔سات آٹھ سال دن رات محنت کر کے علوم دینیہ حاصل کیئے۔ذوق شوق اور علمی انہماک کا یہ عالم تھا کہ ہر روز اکیس بائیس گھنٹے پڑھنے اور مطالعہ میں صرف کرتے۔

ذہانت وفطانت کا یہ عالم تھا کہ دوران سبق عجیب عجیب بحثیں اور مفید باتیں ذہن میں آتیں، اساتذہ کے سامنے پیش کرتے تو وہ کہتے:

''ہم تم سے استفادہ کرتے ہیں اور ہمارا تم پر کوئی احسان نہیں ہے''

سترہ سال کی عمر میں اس وقت کے مروجہ علوم سے فارغ ہو گئے۔بعدازاں ایک سال میں قرآن پاک یاد کرلیا۔فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ درس و تدریس میں مشغول

1۔ تکملہ اخبارالاخیار۔ص۲۸۹:از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

رہے۔ 2

﴿حاضری حجاز مقدس﴾

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ ۹۹۶ھ/ ۸۸۔۱۵۸۷ء میں حجاز مقدس پہنچے۔ ۹۹۹ھ۔ ۱۵۹۰ء تک وہیں قیام کیا۔ اس دوران حج و زیارت کے علاوہ مکہ مکرمہ میں شیخ عبدالوہاب متقی کی خدمت میں حاضر ہو کر علمی اور روحانی استفادہ کیا۔ ''مشکوۃ شریف'' کے علاوہ تصوف کی کچھ کتابیں بھی پڑھیں۔ اسی اثناء میں شیخ سے اجازت لے کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ ۲۳ ربیع الثانی ۹۹۷ھ سے آخر رجب ۹۹۸ھ تک وہاں قیام کر کے سرکارِ دو عالم ﷺ کی نوازش ہائے بے پایاں سے فیضیاب ہوئے۔

شیخ محقق خود فرماتے ہیں:

''اس فقیر حقیر نے حضرت خبیر و بشیر نذیر سے جو انعام و اکرام کی بشارتیں پائیں، ان کی طرف اشارہ نہیں کر سکتا۔'' 3

﴿بیعت و خلافت﴾

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ابتداً والد ماجد کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ پھر ان کے ایماء پر سلسلۂ عالیہ قادریہ میں حضرت سیّدنا موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۰۱ھ) کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ مکہ معظّمہ میں حضرت شیخ عبدالوہاب متّقی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ ارشاد و سلوک کی منزلیں طے کیں اور شیخ نے انہیں چار سلسلوں چشتیہ، قادریہ، شاذلیہ کی اجازت عطا فرمائی۔

شیخ محقق ہندوستان واپس آئے تو سلسلہ قادریہ میں بیعت اور خلافت رکھتے ہوئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں عارف کامل حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر

2۔ اخبار الاخیار فارسی۔ ص ۳۰۲: از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

3۔ اخبار الاخیار فارسی۔ ص ۳۰۴: از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بیعت ہوئے۔ جناب محمد صادق ہمدانی نے ''کلمات الصادقین'' میں لکھا ہے کہ شیخ محقق نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے روحانی اشارے پر یہ بیعت کی تھی۔ 4

﴿شیخ محدث اور محبت شیوخ﴾

حضرت شیخ محدّث رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے روحانی مربی حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت موسیٰ پاک شہید سے کس قدر محبت تھی۔ ''اخبار الاخیار'' میں حضرت شیخ موسیٰ کے تذکرہ میں انشاء پردازی کا پورا زور صرف کر دیا۔ ایک ایک حرف عقیدت و محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ اپنے شیخ کا تعارف اس طرح کراتے ہیں:

''کسیکہ قدم برقدم مصطفیٰ بود''

مزید فرماتے ہیں:

''اگر دیگراں قطب اند اُو قطب الاقطاب است و اگر ایشاں سلاطین او سلطان السلاطین محی الدین کہ دین اسلام زندہ گردانید'' 5

آپ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حضرت خواجہ نے ایک مرتبہ ان کو خط میں کچھ راز کی باتیں بتائیں۔ شیخ محقّق کو اس قدر خوشی ہوئی کہ پھولے نہ سماتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ کس طرح ''این حقیر را بایں سخن مخاطب ساختہ۔'' 6

﴿حضور سیّدنا غوث الثقلین کی نظر کرم﴾

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ خواب میں حضور غوث الثقلین کی خدمت میں کھڑا تھا، کہ حاضرین مجلس شریف عرض گزار ہوئے: محمد عبدالحق سلام کر رہے ہیں آپ از راہ شفقت و عنایت اٹھ کھڑے ہوئے اور گلے لگایا۔ اور یہ بشارت بھی دی کہ ''آتش دوزخ بر شما حرام است'' کہ دوزخ کی آگ تجھ پر حرام ہے۔ اس بشارت کا نتیجہ جو بظاہر سمجھ آتا

4۔ حیات شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔ ص ۱۲۷

5۔ اخبار الاخیار فارسی: ص ۳۰۴

6۔ کتاب المکاتیب والرسائل، بحوالہ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، از پروفیسر خلیق احمد نظامی

ہے، یہی ہے کہ یہ سب نام محمد کی برکتیں ہیں جو اپنے نام یعنی "عبدالحق" کی بجائے "محمد عبدالحق" لکھتا رہتا ہوں۔" 7

﴿سلسلہ قادریہ سے خصوصی تعلق﴾

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کو سلاسل قادریہ، چشتیہ، شاذلیہ، مدنیہ اور نقشبندیہ ہر ایک سے اخذ فیض اور خدمت کا موقع ملا۔ مگر آپ کا قلبی اور حقیقی تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا۔ ان کی عقیدت وارادت کا قبلہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی تھی۔ ان کے دل ودماغ کے ریشے ریشے میں شیخ جیلانی کا عشق سما چکا تھا۔

"زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار" میں خود لکھتے ہیں

> مجھے خواب میں حضور غوث اعظم نے رسول مقبول ﷺ کے اشارہ پر مرید کیا ہے اور بیعت ہونے کے بعد حضور پُر نور شافع یوم النشور ﷺ نے بزبان فارسی بشارت دی تھی کہ "بزرگ خواہی شد" (تو اپنے وقت کا عظیم آدمی ہوگا)۔ 8

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے قادریہ سلسلہ کی نشر واشاعت کے لئے مسلسل اور انتھک کوششیں کی تھیں۔ ارشاد وتلقین میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ صوفیانہ عقائد کی کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ تحفہ قادریہ، نغمات داؤدی، گلدستہ باغ ارم وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ شیخ محدث کو ان سے بڑی عقیدت تھی۔ شرح فتوح الغیب کے خاتمہ پر ان کا ذکر خیر فرمایا۔ لاہور تشریف لاتے تو حضرت کی بارگاہ میں ضرور حاضری دیتے۔ آپ کے کئی مکتوب حضرت شاہ صاحب کے نام ہیں۔

"شرح فتوح الغیب" آپ ہی کے اصرار پر حضرت شیخ محقق نے تصنیف فرمائی۔

شیخ محقق ان سے اپنا "احوال دروں" بیان فرمایا کرتے۔ ان کی روحانی رہنمائی اور

7۔ مدارج النبوۃ فارسی، جلد اول۔ ص ۱۴۳

8۔ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ ص ۱۳۹: از پروفیسر خلیق احمد نظامی

دعاؤں کے ملتجی رہتے تھے۔آپ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ

''ایسا سنگ دل کون ہو سکتا ہے جو ان کی صحبت کے اثر سے نرم نہ ہو جائے۔''

حضرت شاہ ابوالمعالی نے شیخ محقق کو ہدایت کی تھی کہ وہ دہلی سے باہر قدم نہ نکالیں۔ وہیں گوشۂ تنہائی میں بیٹھے ہوئے اپنا کام کریں۔ (درس وتدریس تصنیف وتالیف) حضرت شیخ محقق کی ذات ستودہ صفات دہلی اور اہلیان دہلی کے لئے کس قدر متبرک قابل صد عزت تھی۔اس کا صحیح اندازہ حضرت شاہ ابوالمعالی کے اس فرمان سے ہوتا ہے۔پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

''ایک مرتبہ شیخ محقق، شاہ صاحب کو ملنے کے لئے لاہور چلے گئے تو شاہ صاحب کو اس سے بھی ناگواری ہوئی اور فرمایا:

''اکنوں بدہلی بروید کہ دہلی درفراق شمابزبان حال می نالد، بروید، بروید''

دہلی تمہارے فراق میں زبان حال سے رورہی ہے۔اس لئے تم فوراً ہی واپس چلے جاؤ۔

شیخ محقق اپنی بیعت کے احوال کو ''اخبار الاخیار'' کے خاتمہ پر قلمبند کرتے ہوئے عقیدت ومحبت میں ڈوب جاتے ہیں۔لکھتے ہیں

''جب اس آفتاب دین ودولت نے طلوع کیا۔میں نے ایسا جانا کہ گویا میرے طالع نے طلوع کیا ان کے جمال کو دیکھتے ہی نگاہیں شاداب اور دل روشن ہوگیا۔پہلی ہی ملاقات میں دل اس دلبر کے ہاتھ پیش کیا اور سر ان کے قدموں پر قربان کردیا۔''

مدتے بود کہ مشتاق لقایت بودم
لاجرم روئے تو دیدم و از جا رفتم

ترجمہ: میں مدتوں آپ کے دیدار کا مشتاق رہا آخرکار آپ کا نظارۂ جمال کیا اور بے خود ہوگیا۔9

9۔ مقدمہ تیسر الشاغلین۔ص۳۹: ڈاکٹر عبدالحق مہر

"اخبار الاخیار" میں شیخ محقق اپنے مرشد گرامی کے بارے میں عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی ایک رباعی لکھتے ہیں جس کا اعادہ زبدۃ الآثار میں اس طرح کرتے ہیں۔

"فقیر (شیخ محقق) نے آپ (حضرت موسیٰ پاک شہید) کے بارے میں یہ رباعی کہی تھی

ای دیدہ بیا لقائے منظور بہ بیں
آں جبہہ و آں جمال و آں نور بہ بیں
در وادیٔ ایمن بہ محبت بگزر
ہم موسیٰ وہم در خت وہم طور بہ بیں

ترجمہ:۔ اے میری آنکھ! آ اور میرے محبوب کا چہرہ دیکھ، وہ پیشانی، وہ جمال اور وہ نور مشاہدہ کر، وادی ایمن میں محبت سے گزر کر موسیٰ کو بھی دیکھ، درخت کو بھی اور طور کو بھی دیکھ۔ (یعنی حضرت موسیٰ پاک شہید کے مشاہدہ جمال سے تمہیں حیات، کائنات اور الٰہیات کی تمام تجلیات نظر آجائیں گی)10

شیخ محقق ملتان میں

انہیں اپنے مرشد سے اتنی عقیدت و محبت ہو گئی تھی کہ وہ ملتان کو "مدینۂ صغیر" سے موسوم کرنے لگے، فرماتے ہیں۔

ملتان کہ عجب دلپذیر افتادہ است
چوں منزل پیر دستگیر افتادہ است
دہلی است گرچہ مکۂ خورد ولے
ملتان چوں مدینۂ صغیر افتادہ است

ترجمہ: ملتان بھی عجب دلپذیر شہر ہے کہ یہ (میرے) پیر دستگیر کی منزل بنا۔ اگر چہ دلی

10۔ اخبار الاخیار فارسی، زبدۃ الآثار اردو ترجمہ، بحوالہ مقدمہ تیسرا لشاغلین، ص ۴۲ ڈاکٹر مہر عبدالحق

چھوٹا سا مکہ ہے، لیکن ملتان چھوٹے مدینے سے کم نہیں۔ (یعنی موسیٰ پاک شہید کی آمد اور قیام سے ملتان روحانی، عرفانی اور وجدانی تجلیات کا مرکز بن گیا)

آج بھی حضرت موسیٰ پاک شہید کے دربار شریف کے اندر مغربی دیوار پر یہ رباعی تحریر ہے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی میں ہوتے تو اپنے شیخ کریم رضی اللہ عنہ کے فراق میں اکثر بادِ نسیم کو عشق و مستی میں ڈوب کر یوں مخاطب ہوتے

اے باد گزر کن بدیار ملتان
زیں راہ نشیں خاکسار ملتان
ایں تحفہ جاں ببر بیار ملتان
یک جان چہ ہزار جان نثار ملتان

ترجمہ:۔ اے بادِ نسیم! اس خاکسار (شیخ محقق) کی طرف سے ملتان شہر کی جانب جاتے ہوئے میری جان کا یہ تحفہ ملتانی محبوب (حضرت موسیٰ پاک شہید) کی خدمت میں پیش کر کیونکہ ایک میری جان کیا چیز ہے، اگر ہزار جانیں ہوں تو بھی محبوب کی نسبت سے ملتان پر قربان کردوں۔ 11

شیخ محقق کی محبت شیخ کے حوالے سے ایک اور دلپذیر، دلکشا اور دلپسند بات سپرد قلم کی جاتی ہے۔ جسے پڑھ کر اہل محبت کے قلوب و اذہان کو جلا پہنچے گی اور نگاہیں شاداب ہوں گی۔ امام المحدثین حضرت سیدنا شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میرے پیر و مرشد حضرت موسیٰ الجیلانی رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک سے بہت مشابہت رکھتے تھے جس کی ایک خوبصورت دلیل شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ "مدارج النبوۃ "رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک کے ضمن میں حدیث شریف" **كان رسول الله احسن البشر قدما**" (رواہ ابن السعد) نقل کرتے ہوئے اپنے پیر و مرشد کے بارے لکھتے ہیں۔

11۔ مقدمہ تیسیر الشاغلین۔ ص ۴۴: از ڈاکٹر عبدالحق مہر

''گفت کاتب الحروف عفی اللہ عنہ پاشنہ ہائے پائے سیّدی الشیخ موسیٰ الجیلانی درصفاولطافت بحدی لطیف بود کہ رخسارۂ ہیچ خوش شکلے آں چناں نمی باشد''12

کاتب الحروف عفی اللہ عنہ (یعنی شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی) کہتا ہے کہ میرے پیرومرشد سیّدی شیخ موسیٰ پاک شہید الجیلانی کی ایڑیاں صفاولطافت میں اس حد تک لطیف تھیں کہ کسی حسین وجمیل کے رخسار بھی ایسے نہ ہوں گے۔ 13

﴿شیخ محقق اور محبتِ رسول﴾

حضور سیّد دو عالم ﷺ کی ذات گرامی سے حضرت سیّدنا امام موصوف رضی اللہ عنہ کی محبت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ مدینۃ الرسول کے احترام کے پیش نظر وہاں ننگے پاؤں پھرتے تھے۔ 14

پروفیسر خلیق احمد نظامی، اس کتاب مذکور کے درج بالا صفحہ پر شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قصیدہ مبارکہ لائے۔صرف تین اشعار ملاحظہ ہوں۔

ثنا لیش گو، ولے چوں نیست ایفائش ز تو ممکن
بایں یک بیعت مدحش راعلی الاجمال اکفا کن

مخواں او را خدا از بہر شرع و حفظ دین
دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش انشا کن

خرابم در غم ہجر جمالت یارسول اللہ
جمال خود نما، رحمے بجان زار شیدا کن

12۔ مدارج النبوۃ فارسی جلد اول۔ص ۲۰، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان

13۔ مقدمہ تیسیر الشاغلین اردو ص ۵۱

14۔ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۰۹

(۱) نبی کریم ﷺ کی نعت کہو، لیکن چونکہ تم ان کا حق ادا نہیں کر سکتے، اس لئے یہ ایک شعر پڑھ کر آپ کی اجمالی تعریف پر اکتفا کرو۔

(۲) حکم شریعت اور دین کی حفاظت کے پیش نظر، حضور سرورِ دوعالم ﷺ کو خدا نہ کہو، اس کے علاوہ آپ کی تعریف میں جو وصف چاہو تحریر کرو۔

(۳) یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے جمالِ حق نما کے ہجر کے غم میں پریشان ہوں، اپنا دیدار عطا فرمائیں اور محبِ صادق کی جان پر رحم فرمائیں۔

کہتے ہیں: جب شیخ اس آخری تیسرے شعر پر پہنچے تو رقت طاری ہوگئی اور زار و قطار رونے لگے۔ خود شیخ محقق کا بیان ہے۔ انہیں چار مرتبہ خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔15

﴿تصانیف﴾

حضرت شیخ محقق کے لیل و نہار تصنیف میں بسر ہوئے۔ آپ کے اکیس بائیس گھنٹے پڑھنے اور لکھنے میں گزر جاتے۔ متعدد کُتب کے مصنّف ہو گزرے ہیں۔

مشہور تصانیف درج ذیل ہیں۔

(۱) اشعة اللمعات شرح مشكوة (فارسی)

(۲) لمعات التنقيح فی شرح مشكوة المصابيح (عربی)

(۳) شرح سفر السعادت (فارسی)

(۴) مدارج النبوة (فارسی)

(۵) اخبار الأخيار (فارسی)

(۶) جذب القلوب إلى ديار المحبوب (فارسی)

(۷) تكميل الإيمان (فارسی)

15۔ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ ص ۱۱۵، ''تعارف فقہ و تصوف'' از محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ ص ۵۲

(۸) شرح فتوح الغیب (فارسی)

(۹) ماثبت بالسنّہ (عربی)

(۱۰) تحصیل التّصرّف فی معرفۃ الفقھہ و التّصوّف (عربی)

(۱۱) فتح المنان فی تائید مذھب النُّعمان (عربی)

(۱۲) ترجمہ : غنیۃ الطالبین

(۱۳) مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین (عربی)

اس سلسلے میں آپ کے خاندان کی دینی وملّی بالخصوص حدیثی خدمات کا مختصر تذکرہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ نورالحق بن شیخ محقق نے چھ جلدوں میں بخاری شریف کی شرح ''تیسیر القاری'' کے نام سے فارسی میں لکھی۔

''شرح شمائل ترمذی'' بھی تحریر فرمائی۔

شیخ نورالحق کے پوتے شیخ سیف اللہ بن شیخ نوراللہ نے ''شمائل ترمذی'' کی شرح ''اشرف الوسائل'' کے نام سے لکھی۔

شیخ نورالحق کے دوسرے پوتے شیخ محبّ اللہ نے ''صحیح مسلم'' کی شرح ''منبع العلم'' کے نام سے تحریر فرمائی۔ شیخ محبّ اللہ کے فرزند اکبر حافظ محمد فخرالدین نے ''حصن حصین'' کی شرح فارسی میں لکھی۔

حافظ محمد فخرالدین کے صاحبزادے شیخ الاسلام محمد، دہلی میں صدرالصدور کے عہدے پر فائز رہے۔انہوں نے بخاری کی شرح چھ جلدوں میں لکھی جو ''تیسیر القاری'' کے حاشیہ پر چھپی ہے۔

﴿وصال﴾

۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ/ ۱۶۴۲ء کو چورانوے سال (94) کی عمر میں یہ آفتاب شریعت

وماہ طریقت، مجمع الفضائل اور حضوری بزرگ بارگاہ ایزدتعالیٰ میں جا پہنچا۔ آپ کے فرزندار جمند حضرت شیخ نورالحق رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حوض شمسی پر تدفین ہوئی۔

دل کے آئینے روشن ہوں جعفر جس کے پر تو سے
وہ سورج بجھ نہیں سکتا کبھی برج لحد سے بھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ

تمام قولی، فعلی اور مالی عبادات اللہ بزرگ و برتر ہی کے لیے ثابت ہیں۔ ان کمالات کی تفسیر اس طرح کی گئی ہے، رسم ہے کہ جب بادشاہوں کی بارگاہ میں کچھ خادمین، شرفِ باریابی پاتے ہیں تو پہلے پہل سلام و ثنا پیش کرتے ہیں۔ پھر خدمت و عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہیں۔ آخر میں بارگاہِ عالیہ کے لائق تحفہ و سوغات پیش کرتے ہیں، تا کہ وہ شرفِ قبولیت پائے۔

حضرت امام محی الدین نووی [1] [رحمۃ اللہ علیہ] شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ ''تَحِیَّت'' سلام و ملک اور حیات ابدی کے معنی میں آتا ہے۔ اور ''تَحِیَّاتُ'' صیغۂ جمع کے ساتھ اس لئے لایا گیا ہے، کہ عرب و عجم کے بادشاہوں کے لیے ''تحیت'' (تعظیم و تکریم، عزت و عظمت اور اظہارِ شان و شوکت) کیلئے کچھ مخصوص الفاظ و کلمات ہوتے۔ لوگ اپنے مخصوص انداز میں بادشاہوں کی تعظیم و تکریم بجالاتے تھے۔ اس لیے فرمایا کہ ہر طرح کی ''تحیات'' یعنی تعظیم و تکریم صرف اور صرف اس شہنشاہ کو زیبا ہے، جو بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے اور وہی ذات ہی درحقیقت اس کی لائق و مستحق ہے۔ دوسرے لوگوں کے لیے ''تحیت'' عاریتاً اور مجازاً ہے۔

1۔ امام ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد النووی، بمقام ''نویٰ'' (جو دمشق کے مضافات میں سے ہے) ابتدائی عشرۂ محرم ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ امام نووی علم و فضل کے ساتھ متقی پرہیزگار اور بزرگ تھے۔ ہمیشہ سنت کے مطابق سادہ زندگی گزاری، آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔ ''المنہاج فی شرح مسلم بن حجاج'' آپ اپنی اس شرح کے متعلق لکھتے ہیں: ''اگر ہمتوں کی کمزوری اور شائقین کی کمی دیکھنے میں نہ آتی تو میں تفصیل سے کام لیتا اور سو مجلدات سے اس کا حجم بڑھا دیتا لیکن درمیانی درجہ پر اکتفا کرتے ہیں۔'' عمر صرف ۴۶ سال پائی۔ ۶۷۶ھ میں وصال فرمایا۔ (مقدمہ، بستان العارفین از حامد الرحمٰن کاندھلوی)

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری
(اقبال)

علامہ امام کرمانی رضی اللہ عنہ [2] شرح صحیح بخاری میں (امام) خطابی [3] سے نقل کرتے ہیں کہ لوگ بادشاہوں سے ملاقات کے وقت جو "تحیت" پیش کرتے تھے اس کے مخصوص کلمات تھے۔ چنانچہ اہل عرب "انعم اللہ صباحاً" اور اہل فارس "زی ہزار سال" یعنی تم سلامت رہو ہزار برس اور اس جیسے دوسرے الفاظ کہا کرتے تھے۔ ان (مذکورہ) الفاظ میں (معنوی طور پر) وہ صلاحیت نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی تحیت (تعظیم وتکریم) کے لائق ہو۔ پس ان الفاظ کی خصوصیات کو چھوڑ دیا اور مطلق تعظیم کے معنی میں استعمال کئے اور کہا:

"اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ اَی جَمِیۡعُ اَنۡوَاعِ التَّعۡظِیۡمِ ثَابِتٌ لِلّٰہِ تَعَالٰی شَانَہٗ"
یعنی ہر قسم کی تعظیم (اور ہر طرح کی عزت وعظمت) اللہ جل شانہٗ کے لیے ہی ثابت ہے اور صرف وہی ذات ہی لائق ہے اور دوسرا کوئی بھی (ذاتی طور پر) اس کا حقدار نہیں۔
"وَالصَّلٰوات"

یعنی فرائض اور نوافل کی نماز بھی اسی ذات کے لیے خاص ہے اور لفظ "صلوٰۃ" کو دعا کے معنی پر بھی محمول کر سکتے ہیں۔ یعنی "الدعوات کلھاللّٰہ" (ساری دعائیں اللہ تعالیٰ ہی سے کی جاتی ہیں)۔

۲۔ محمد بن یوسف بن علی بن عبدالکریم کرمانی، لقب شمس الدین، آپ نے الکواکب الدراری کے نام سے صحیح بخاری کی شرح ارقام فرمائی جو کرمانی کے نام سے مشہور ہے۔ (بستان المحدثین از خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ)

۳۔ پیدائش ۳۱۹ھ، وفات ۳۸۸ھ/ اسم گرامی حمد، کنیت ابوسلیمان۔ سلسلۂ نسب یہ ہے حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب۔ وطن بست کی طرف نسبت کر کے بستی کہلائے اور اپنے جداعلیٰ خطاب کی طرف منسوب ہو کر خطابی کہلائے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کا نام احمد لکھا ہے جو مشہور ہو گیا جب کہ نام حقیقتاً حمد ہی ہے۔ (محدثین عظام حیات وخدمات، ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی، ص ۴۴۳)

اور لفظ ''صلوٰۃ'' رحمت کے معنی میں بھی آتا ہے۔ تو معنی ہوگا کہ ساری رحمتیں اسی ذات کی طرف سے ہیں، کیونکہ وہ رحمٰن ورحیم ہے۔

''وَالطَّیِّبَاتُ''

اس سے مالی عبادتوں کے علاوہ کلمات طیبات اور اعمال صالحہ بھی مراد ہیں۔ یہ سب معانی صحیح اور اس مقام کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔[۴]

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

''اے (غیب کی خبریں دینے والے) نبی مکرم! آپ کی ذات پر اللہ کا سلام، اس کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔''

﴿درود وسلام پڑھنے کا طریقہ﴾

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اہل ایمان کو حکم فرمایا ہے کہ نبی رحمت ﷺ پر ہدیۂ صلوٰۃ وسلام بھیجیں۔ سلام پڑھنے کی کیفیت تو اس جگہ مذکور ہے۔ یعنی (اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ) جبکہ ''صلوٰۃ'' کی کیفیت تشہد کے آخر میں معلوم ہوگی۔

سوال﴾ (بعض کوتاہ فکر کہتے پھرتے ہیں کہ) خطاب تو حاضر کے لیے ہوتا ہے اور حضور ﷺ تو اس مقام پر حاضر نہیں تو پھر یہاں خطاب کی کیا توجیہ ہوسکتی ہے؟

جواب﴾ اس کلمہ کا ورود، دراصل معراج کی رات (جب سیاحِ لامکاں ﷺ بارگاہِ خداوندی میں حاضر وموجود تھے) صیغۂ خطاب کے ساتھ ہوا تھا' تو پھر نماز میں (مذکورہ بالا کلمات طیبات کو واقعہ معراج کی یاد آوری

۴۔ اس مقام پر صاحب ''معارج النبوۃ'' حضرت ملا معین الدین کاشفی ہروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:
''گویند کہ ایں سہ کلمہ (التحیات، الصلوٰت، الطیبات) از جملہ جوامع الکلم بود، کہ ہیچ چیز از اعمال خیر، قولاً وفعلاً برتر ازیں مخرج نیابد''
ترجمہ:۔ ''ارباب علم ودانش کہتے ہیں کہ یہ تینوں کلمات جوامع الکلم سے ہیں یعنی، دریا کو کوزے میں بند کردیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اچھے اعمال میں سے خواہ وہ قولی ہوں یا فعلی کوئی چیز بھی ان کلمات سے زیادہ بہتر وبرتر ظہور پذیر نہیں ہوسکتی۔'' (معارج النبوۃ ص ۱۳۰)

کے پیش نظر) تبدیلی کیے بغیر اصل پر چھوڑ دیا اور کہا گیا:

" اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ "

شرح صحیح بخاری میں (بعض راویوں کا قول) آیا ہے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں سلام صیغۂ خطاب (السلام علیک) کے ساتھ کہتے تھے مگر (حضور نبی کریم ﷺ کے) وصال شریف کے بعد (بعض) صحابہ کرام لفظ خطاب کو ترک کر کے "السلام علی النبی" کہتے تھے۔[۵]

۵۔ یہ ابوعوانہ کی روایت ہے جب کہ بخاری کی روایت میں جو اس کے مقابل صحیح ہے، یہ الفاظ نہیں ہیں۔ بخاری شریف کی روایت نے یہ بیان کر دیا کہ یہ قول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں بلکہ راوی کا قول ہے جس طرح سمجھا اس طرح بیان کر دیا۔ دیکھیے (مرقاۃ، جلد ۲، ص ۳۳۲، مطبوعہ ملتان) اس کی مکمل تفصیل "تسکین الخواطر فی مسئلہ الحاضر والناظر" از امامِ اہلسنت حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ صاحب میں ملاحظہ فرمائیں۔ (از مترجم) اسی نظریہ کے حامل لوگ آٹے میں نمک کے برابر ہوں گے۔

دیکھیے نجدیوں کے مشہور عالم، شیخ ناصر الدین البانی نے لکھا "نمازی نماز میں" السلام علیك ایها النبی " کہنے کی بجائے "السلام علی النبی" کہے۔" (صفۃ صلاۃ النبی ص ۱۴۳)

بلادِ عرب کے عالم دین شیخ عبداللہ الہرری مذکورۃ الصدر، شیخ الوہابیہ البانی کے اس قول شاذ کا رد کرتے ہوئے اپنی کتاب " تبیین ضلالات الالبانی "میں تحریر فرماتے ہیں :

ألم يسمع الألباني أن سيدنا أبا بكر وعمر بن الخطاب و ابن الزبير وغيرهم كانوا يعلّمون الناس على المنبر بعد النّبي التشهُّد باللفظ المشهور الذى فيه :

" السلام عليک أيُّها النّبيّ ورحمة اللّٰه وبركاته " ولم ينكر عليهم أحد من الصحابة ، فكيف يترک ماجاء عن هئو لاء الأكابر و يتبع قول هذا الساعاتى المفلس من العلم .

(سلسلة الهداية تبين ضلالات الالبانى شيخ الوهابية، ص ۹۵، از شیخ عبد اللّٰه الهرری)

"کیا البانی نہیں جانتا کہ حضرت سیدنا ابوبکر، عمر بن خطاب اور عبداللہ ابن زبیر وغیرہم جیسے جلیل القدر اصحاب، رسول ﷺ کے وصال کے بعد منبر پر بیٹھ کر تشہد کے مشہور لفظ" السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته" کے ساتھ لوگوں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس وقت کے مقتدر صحابہ کرام میں

بعض محققین عُرفاء کا قول ہے کہ حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ (اصالت اور نورانیت کے اعتبار سے) تمام موجودات کے ذرات اور افرادِ ممکنات میں جاری وساری ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نمازیوں کی ذات میں حاضر اور موجود ہیں۔٦

سے کسی ایک نے بھی انکار نہ کیا۔ تو پھر ان اکابر صحابہ کرام کے عمل سے جو کچھ ثابت ہے، اسے چھوڑ کر اس مفلس علم کے قول کی اتباع کیونکر کی جائے۔"

٦۔ اس مسئلہ کی تائید میں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ "تسکین الخواطر فی مسئلہ الحاضر والناظر" میں تحریر فرماتے ہیں: "حقیقت محمدیہ کا موجودات عالم میں جاری وساری ہونا اور ذوات مُصلّین میں اس کی جلوہ گری اور اسی بناء پر التحیات "السلام علیك ایها النبی" کہنے کا حکم دیا جانا ایسا روشن مسئلہ ہے جس کی تصریح نہ صرف مولانا عبدالحیٔ لکھنوی اور ان کے والد ماجد ودیگر ائمہ دین نے فرمائی، بلکہ بکثرت علماء محدّثین وعلماء محققین نے اس نفیس مضمون کو اپنی تصانیف میں ارقام فرما کر اہلسنت پر احسان عظیم فرمایا"۔

چنانچہ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی "اشعۃ اللمعات" میں فرماتے ہیں:

"اور حضور ﷺ ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام احوال و اوقات میں خصوصاً حالت عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے اور بعض عُرفاء نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ تمام موجودات کے ذرات اور افراد ممکنات میں جاری وساری ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں۔ لہٰذا نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور ﷺ کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہو، تاکہ انوارِ قُرب اور اسرارِ معرفت سے روشن اور فیضیاب ہو۔" (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، جلد ۱، ص ۴۰۱)

بعینہٖ یہی عبارت تیسیر القاری شرح صحیح بخاری، جلد اول باب التشهد فی الآخرۃ، ص ۲۸۱، مطبع علوی لکھنؤ، ص ۱۷۲، ۱۷۳ میں موجود ہے اور مسك الختام شرح بلوغ المرام میں ص ۲۴۴ پر نواب صدیق حسن خان بھوپالی، اشعۃ اللمعات کی یہی عبارت منقولہ بالا تحریر فرما کر ایک شعر بھی لکھتے ہیں:

در راہ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

(مقالات کاظمی حصہ ۳/ ۱۵۷۔۱۵۸)

(اور لفظ) سلام صیغۂ خطاب کے ساتھ لانا در حقیقت حضور پُر نور ﷺ کے شاہد و مشہود اور حاضر و موجود ہونے کے اعتبار سے ہے۔" صلی اللّٰہ علیک یارسول اللّٰہ"

فائدہ احادیثِ صحیحہ میں آیا ہے جو بھی بندۂ مومن حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھتا ہے، حضور ﷺ بنفس نفیس سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ سلام کا جواب سلام سرکارِ دو عالم ﷺ کی جانب سے روضۂ انور پر حاضر زائرین کے لئے مخصوص ہے جو بارگاہ عالیہ میں داخل ہونے والوں کے طریق پر سلام عرض کرتے ہیں یا ان نمازیوں کو بھی شامل ہے جو (کہیں سے بھی) تشہد کی حالت میں (السلام علیك ایھاالنبی ورحمة اللّٰہ وبرکاته) سلام مذکور پڑھتے ہیں۔ ظاہراً عمومیت ہے (یعنی حضور ﷺ بلا تخصیص ہر ایک کو جواب سلام سے سرفراز فرماتے ہیں خواہ وہ روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے یا دورانِ نماز تشہد میں یا غیر نماز میں کسی بھی جگہ سے بارگاہِ محبوب ﷺ میں ہدیۂ سلام بھیجے) اور یہی قول (ظاہراً عمومیّت والا) صحیح ہے۔ ے مگر (بعض کے نزدیک) یہ فرق بھی ہے کہ

ے۔ حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کا خوب صورت عقیدہ بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ دور و نزدیک سے نمازیوں کے سلام کا جواب یکساں عنایت فرماتے ہیں جیسا کہ قول "والظاھر ھو العموم وھو القول الصحیح "سے عیاں ہے۔

حضرت مصنّف موصوف رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک اور تصنیف منیف "اشعة اللمعات شرح مشکوة" میں فرماتے ہیں:

"باقی رہی یہ بات کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے سلام کا جواب دینے کی فضیلت قبر انور کے زائرین کے ساتھ خاص ہے یا جس طرح نماز میں داخل ہونے والا اسلام میں داخل ہوتا ہے یا سب کے لیے عام ہے، کہ جو بھی سلام عرض کرے اور جہاں سے بھی کرے جیسا کہ تشہد وغیرہ میں ہوتا ہے۔ "والظاھر ھمیں است" ظاہر یہی ہے کہ سب کو سلام کا جواب ملتا ہے۔" (اشعة اللمعات شرح مشکوة، جلد ۲ از شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ)

یہ مختصر سا مقالہ طوالت کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ مختصر عرض ہے کہ محبوبانِ خدا میں سے کچھ خوش بخت ایسے بھی ہو گزرے ہیں جو بطورِ کرامت بارگاہِ حبیب ﷺ سے حالتِ تشہد میں جواب سلام کی سعادت پاتے ہیں۔ چنانچہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

زائرینِ روضہ کا سلام بلاواسطہ سماعت فرماتے ہیں۔ (اور فوراً ہی جواب سے نوازتے ہیں) جبکہ دیگر (دُور والے) غلاموں کا سلام فرشتوں کی وساطت سے پہنچتا ہے (اور آپ انہیں جوابِ سلام عنایت فرماتے ہیں) جنہیں ربُّ العزت نے حضور پرنور شافع یوم النُّشور ﷺ کی (بارگاہ میں بطور تعظیم وتکریم) امت کے صلوٰۃ وسلام پہنچانے کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں

"إن بعض أولياء سمعوا على سبيل الكرامة ردّه السلام عليهم عند قولهم : السلام عليک أيّها النّبيُّ ورحمة الله وبركاتهٗ ولا استحالة فی ذلک" (شواهد الحق فی الاستغاثة بسيد الخلق ﷺ، ص ١١)

اس بات کی تائید میں امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:" ولا استحالة في ذلك "یعنی یہ کوئی امر محال اور ناممکن سی بات نہیں کیونکہ غیب پر مطلع فرمانا اور اپنے محبوب مکرم کو دُور و نزدیک کے لوگوں کا کلام وسلام سنانا، یہ تو اس قادر مطلق کا کام ہے، پھر تعظیم واکرام حبیب ﷺ کے لیے ایسا کرنا کیونکر محال ہوسکتا ہے۔ تفصیل کے لیے شائقین اصل کتاب کا مطالعہ فرما کر محظوظ ہوں۔

یہی امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک دوسری کتاب "سعادة الدارين فی الصلوة علی سيد الكونين ﷺ" میں کچھ محبوبان کے واقعات ومشاہدات لائے، پڑھیے اور ایمان تازہ کیجیے۔

☆ عارف باللہ سیّدی علی بن علوی بن عبداللہ بن احمد بن عیسی علوی المشہور "قسم توڑ" متوفی ٥٢٧ھ آپ تشہد وغیرہ میں جب یہ کلمات "السلام عليك ايها النبی ورحمةالله وبركاته" ادا کرتے تو جناب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب ان الفاظ میں سنتے "وعليك السلام يا شيخ ورحمة الله و بركاته" بسا اوقات آپ ان الفاظ کو بار بار ادا کرتے، پوچھا جاتا آپ ان الفاظ کی تکرار کیوں کرتے ہیں؟ تو کہتے اس لیے تاکہ سرکار کا جواب بار بار سنتا رہوں (اور لطف اندوز ہوتا رہوں)

☆ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنبيه المغترين" میں لکھا کہ میں اس کتاب میں ان لوگوں کے اخلاق کا ذکر کرتا ہوں جو پانچوں وقت کی نماز، نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں ادا کرتے ہیں، جونہی نماز کا وقت ہوتا ہے سرکار قبر انور میں نماز ادا فرماتے ہیں اور یہ لوگ جب ان الفاظ میں حضور کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے ہیں" السلام عليك ايها النبی ورحمة الله وبركاته" تو سرکار کی طرف سے سلام کا جواب بھی سنتے ہیں۔

امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ چند سطور بعد آگے نقل فرماتے ہیں

☆ سیدی ابوالعباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے تھے کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ

وارد ہوا ہے۔ ۸

جب بھی اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ کرے تو اس کے ظہور سے پہلے ہی اسے معلوم ہو جائے؟ وہ کہتے نہیں، پھر فرماتے کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ پر نماز میں سلام بھیجے تو سرکار کی طرف سے باذنہٖ تعالیٰ اس کا جواب سنے؟ وہ کہتے نہیں۔ پھر فرماتے ماتم کرو ان دلوں پر جو اللہ تعالیٰ اور رسول پاک سے محجوب ہیں۔ پھر فرماتے خدا کی قسم! رات اور دن میں لحہ بھر بھی رسول اللہ ﷺ کی نورانی شکل نگاہوں سے اوجھل ہو جائے تو میں اپنے آپ کو فقراء میں شمار نہیں کرتا۔

(سعادۃالدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین اردو، ص۳۸۸و۳۸۹، مترجم علامہ مفتی عبدالقیوم خان صاحب)

۸۔ :''إِنَّ لِلّٰهِ ملائكةً سَيَّاحِيْنَ فِي الأرض يُبَلِّغُونِي عن أمتي السلام (حدیث ابن مسعود مرفوعاً)

(اَللالئُ المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة ص ۲۵۸/۱، امام جلال الدين عبد الرحمن السيرى متوفی۹۱۱ھ)

(۲) ''رواه النسائي في اليوم والليلة، وأبو حاتم السبتي، والإمام أحمد، و إسماعيل القاضي، بأسانيد صحيحة ''الصلات و البشر في الصلاة على خير البشر، ص ۲۷،الامام شيخ مجد دين محمد بن يعقوب الفيروز آبادی (صاحب القاموس)متوفی ۸۱۷ھ

(۳)''رواه احمد والنسائي و الدارمي وابو نعيم، والبيهقي والخلعي، وابن حبان والحاكم في "صحيحهما" و قال : صحيح الأسناد "القول البديع في الصلاة على حبيب الشفيع، ص ۳۲۳۔ امام محمد بن عبد الرحمن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ''قال الهيتمي في مجمع الزوائد۹/۲۴:ورجاله رجال الصحيح "

فرشتوں کا پہنچانا نہ تو علم کے منافی ہے اور نہ ہی حاضر و ناظر ہونے کے۔ چنانچہ مولانا شیخ انور شاہ صاحب کشمیری میں لکھتے ہیں

''لأن المقصود من عرض الملا ئكة هو عرض تلك الكلمات بعينها في حضرة العالية علمها من قبل او لم يعلم كعر ضها عند ربّ العزة ورفع الأعمال إليه فإن تلك الكلمات مما يحي به وجه الرحمن فلا ينفي العرض العلم فالعرض قد يكون للعلم وأخرى لمعان آخر فاعرف الفرق، إلى آخره "

یعنی، ملائکہ کے عرض سے مقصود ان ہی کلمات کا آنحضرت ﷺ کے حضور عالی میں عرض کرنا اس سے

"اَلسَّلامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ"

"ہم پراور نیک بندگانِ خدا پرسلام ہو"

بحث نہیں کہ آپ جانتے ہیں یا نہیں جس طرح ملائکہ اللہ رب العزت کے حضور میں کلمات طیبہ پیش کرتے ہیں اس کی طرف اعمال لے جاتے ہیں۔ لہٰذا فرشتوں کا پہنچانا علم کے منافی نہیں کیونکہ عرض کبھی تو علم کے لیے ہوتا ہے اور کبھی دوسری اغراض کے لیے۔ پس اس فرق کو بخوبی سمجھ لے۔

(۱) "فیض الباری" جزو2 صفحہ ۳۰۲۔مکتبہ عزیزیہ ۱۳۔اردو بازار لاہور۔مکتبۃ الاسلامیہ A۴ شارع کانسی کوئٹہ۔

(۲) "النبی الشاہد" ص ۳۳۔۳۴۔ازمولانا نوراحمد انور فریدیؒ۔

(۱) بعض علماء کے نزدیک فرشتوں کے پہنچانے والی حدیث بے اصل ہے۔ جیسے ابن عبد الہادی ،الصارم المنکی ص ۱۹۰

"رواہ العقیلی عن الشیخ لہ عن العلاء بن عمرو ،وقال لا أصل من حدیث الأعمش ولیس بمحفوظ "

اس حدیث کو عقیلی نے اپنے شیخ علاء بن عمرو سے روایت کیا ہے اور کہا ہے حدیث اعمش سے اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ محفوظ نہیں ہے۔

تعارف امام عقیلی ﴾ الامام ،الحافظ ،ابوجعفر ،محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی المکی ، صاحب "کتاب الضعفاء" کثیر التصانیف ،مقدم فی الحفظ ،عالم بالحدیث۔ (طبقات الحفاظ، ص ۳۴۶ ،تذکرۃ الحفاظ ۸۳۳/۳ بحوالہ علم رجال الحدیث، الباب الثانی تراجم اعلام ائمۃ الجرح والتعدیل ،الدکتور تقی الدین الندوی المظاہری ، مکتبہ الایمان المدینۃ المنورہ

نجدیوں کے شیخ ناصر الدین البانی اپنی کتاب " الاحادیث الضعیفہ و الموضوعہ " میں اسی حدیث پر جرح وقدح کرتے ہوئے لکھا

"ان ذکر کردہ مکمل الفاظ کے ساتھ یہ حدیث موضوع ہے۔"

چند سطور بعد ابن عبد الہادی کی متابعت میں لکھا کہ

"عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے الضعفاء (۳۹۸) میں ذکر کیا اور واضح کیا کہ اعمش سے اس حدیث کی کچھ اصل نہیں ہے اور نہ ہی یہ حدیث محفوظ ہے اور اعمش کی متابعت ایسے رواۃ نے کی ہے جو اس سے کم درجہ کے ہیں جیسے ابن مروان۔"

سوال ﴾اگر کہا جائے کہ سلام تو اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج، حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر "اَلسَّلامُ

شیخ البانی بطور خلاصہ رقمطراز ہیں:

" خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث کا پہلا جملہ موضوع ہونے سے محفوظ ہے اس لیے کہ اس کی متابعت موجود ہے ابن تیمیہ اور اس جیسے ائمہ فن کی آنکھوں سے بھی متابعت مخفی رہی، البتہ حدیث کا دوسرا جملہ موضوع ہے اس لیے کہ اس کا کوئی شاہد نہیں ہے۔" (احادیث ضعیفہ کا مجموعہ، جلد ۲، ص ۱۴۱، اردو ترجمہ مولانا محمد صادق خلیل)

شیخ البانی اور ان کے ہمنوا علماء کی تردید سے پہلے ذرا حدیث موضوع کی تعریف ملاحظہ فرمائیے۔

" عصرِ حاضر کے حدیث کے بڑے عالم علامہ غلام رسول سعیدی حدیث موضوع کی تعریف میں لکھتے ہیں:

" جس حدیث کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔" (مقدمہ تذکرۃ المحدثین ص ۳۵)

علامہ سعیدی مزید لکھتے ہیں۔

راوی کی مجروحیت اور وجوہ طعن کا تعلق سند سے ہوتا ہے۔ متن کا حکم دوسرے قرائن سے کیا جاتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک وضاع راوی بیان کرے پس اس سند کے اعتبار سے تو اس حدیث کو موضوع کہا جائے گا۔ فی نفسہ وہ حدیث موضوع نہیں کہلائے گی۔ البتہ جب کسی حدیث کی سند میں کوئی وضاع راوی ہو اور اس حدیث کا متن کسی طریقہ سے ثابت نہ ہو تو وہ حدیث مطلقاً موضوع کہلائے گی۔ (مقدمہ تذکرۃ المحدثین، ص ۳۹، غلام رسول سعیدی)

اب آیئے ذرا دیکھیں تو سہی کہ ائمہ اُصولِ حدیث کے نزدیک یہ حدیث مبارکہ کس درجہ کی ہے۔

امام جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ امام عقیلی کا تعاقب کرتے ہوئے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

(قلت) أخرجه البيهقي في شعب الايمان (۳۱۱۶)، والنسائي ۳/۴۳، وأحمد ۱/۴۴۱ و ۴۵۲، ۲/۲۵۲، والدارمي ۲/۳۱۷، والمجمع ۹/۲۴)

من هذا الطريق و اخرج له شواهد منها حديث ابن مسعود مرفوعاً: إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلّغوني عن أمتي السلام . وحديث ابن عباس قال: ليس أحد من أمة محمد ﷺ يصلّي عليه صلاة إلا وهي تبلغه يقول الملك فلان يصلّي عليك .

أخرج أحمد و أبو داود والبيهقي عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ : ما من

عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ" کے الفاظ میں عنایت فرمایا تھا جیسا کہ مشہور

أحد يسلّم عليّ إلا رد الله إليّ روحي حتى أرد عليه السلام ، ثم وجدت لمحمد بن مروان متابعاً على الأعمش . أخرجه أبو الشيخ في الثواب ، حدثنا عبد الرحمن بن أحمد الأعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا أبو معاوية عن الأعمش به .

وقال العيقلي حدثني إبراهيم بن عبد الله حدثنا سعيد بن محمد الجرمي حدثنا علي بن القاسم الكندي حدثنا نعيم بن ضمضم عن عمران بن حميري الجعفي قال قال عمار بن ياسر الا احدثكم عن حبيبي محمد رسول الله ﷺ قال لي : يا عمار إن الله تبارک وتعالى أعطى ملكاً من الملائكة سماع الخلائق و هو قائم على قبري إذا أنا مت فليس أحد من أمتي يصلّي على صلاة إلا سمّاه باسمه واسم أبيه يا محمد إن فلان بن فلان صلّى عليک يوم كذا و كذا قال و تكفل الرّبّ أن يصلّي على ذلک العبد عشرين بكل صلاةٍ .

ترجمہ:۔"حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہ سناؤں۔آپ نے مجھے فرمایا: اے عمار! بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اس ذات پاک نے تمام مخلوق کے برابر قوت سماع عطا فرمائی ہے۔وہ میرے وصال کے بعد میری قبر پر رہے گا۔میرا کوئی بھی امتی جب بھی مجھ پہ درود وسلام پڑھے گا تو وہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر یوں عرض کرے گا۔یا محمد فلاں بن فلاں نے آج اس قدر درود بھیجا ہے۔رب تعالیٰ ہر ایک درود کے بدلے دس مرتبہ اس پر درود بھیجے گا۔"

وقال ابن أبي شيبة في المصنف حدثنا هشيم انبانا حصين عن يزيد الرقاشي : أن ملكاً موكّل بمَن صلّى على النبي ﷺ أن يبلّغ عنه النبي ﷺ أن فلاناً من أمتک يصلّي عليک .

وقال الطبراني : حدثنامحمد بن عثمان بن أبي شيبة حدثنا أبو كريب حدثنا قبيصة بن عقبة عن نعيم بن ضمضم عن ابن الحميري قال قال لي عمار يا ابن الحميري الا أحدثک عن نبي الله ﷺ قلتُ: بلى قال قال رسول الله ﷺ: يا عمار أن لله ملكاً أعطاه سماع الخلائق كلّها وهو قائم على قبري إذا مت إلى يوم القيامة فليس أحد من أمتي يصلّي على صلاة الا سمّاه باسمه واسم أبيه ، قال يا محمد: صلّى فلان عليک كذا و كذا فيصلي الربّ على ذلک الرجل بكلّ واحدةٍ عشراً

ہے۔ ہماری طرف سے تو سلام کا جواب اللہ پر لوٹایا جانا چاہیے تھا اور یوں کہا جاتا کہ ”السلام

فهذان متابعان لعلي بن القاسم .

عن ابي بكر الصديق قال قال رسول الله ﷺ : أكثروا الصلاة على فإن الله وكّل بي ملكاً عند قبري فإذا صلّى عليّ رجل من أمتي قال لي ذلك الملك يا محمد: إن فلان بن فلان صلى عليك الساعة والله اعلم . (اَللاٰلئُ المصنوعة في الاحاديث الموضوعة ص ا/٢٥٨ تا ٢٦٠: از امام جلال الدين عبد الرحمن السيوطي ، مركز اهل سنت بركات رضا)

ترجمہ: ”حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ اللہ تبارک وتعالی میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا، میری امت میں سے جو (خوش بخت) بھی ہدیۂ درود بھیجے گا۔ وہ فرشتہ مجھے یوں عرض کرے گا یا محمد: فلاں بن فلاں نے اس وقت آپ پر درود پڑھا ہے۔“

عدیم المثال شارح ومحدّث صاحبِ فتح الباری (۶/ ۳۷۹) امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو جید قرار دیا۔ مگر حیرت ہے کہ شیخ البانی نے بغیر کسی دلیل کے اسے درست ماننے سے انکار کردیا۔

امام ابن قیم نے اس کی سند کو غریب کہا ہے۔ مگر امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: قلتُ وسنده جيد ،كما أفاده شيخنا . میں کہتا ہوں اس کی سند جید ہے جیسا کہ ہمارے شیخ کریم کی تحقیق ہے۔ (القول البديع في الصلاة على حبيب الشفيع، ص ۳۲۵ از امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی متوفی ۹۰۴ھ)

شیخ البانی کی تحقیق کا ماخذ ابن عبدالہادی کی ”الصارم المنکی“ ہے اور وہ امام عقیلی سے ناقل ہیں۔ جبکہ امام جلال الدین سیوطی نے امام عقیلی کا تعاقب کرتے ہوئے صحیح الاسناد احادیث پیش کر کے بات ہی ختم کردی۔

عالم اسلام کے نامور محدّث ونقاد محمود سعید شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ”رفع المنارة لتخريج احاديث التوسل والزيارة“ میں اس حدیث پر شاندار تحقیق فرمائی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن عبدالہادی اور اپنے معاصر شیخ البانی کا عالمانہ اور محققانہ رد فرمایا اور حدیث ہذا کو سند کے اعتبار سے جید قرار دیا ہے اور فرمایا: جس کسی نے بھی حدیثِ ہذا کو موضوع قرار دیا، انہوں نے ابوالشیخ کی روایت سے عدم واقفیت کی بنا پر ہی ایسا کہا۔

علی اللہ تعالٰی'' مگر اس کے خلاف جواب سلام میں کہا گیا ہے:

شیخ موصوف کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔

" وحاصل ما ذكر أن الحديث جيد الأسناد ، ومن حكم على هذا الحديث بالوضع فلعدم وقوفه على رواية أبي الشيخ وهذا الحديث بمفرده يرد دعوى ابن تيمية ومن شايعه ومن معاصريه كابن عبد الهادى ، ومن معاصرينا كالالبانى ، أن احاديث الزيارة موضوعة" (رفع المنارة لتخريج احاديث التوسل والزيارة، ص۳۵۴)

ابن تیمیہ نے بھی اس حدیث کو معناً صحیح تسلیم کیا، لیکن اس کی سند کو قابل حجت نہ مانا۔

محمود سعید شیخ لکھتے ہیں:

" لكن قال : أسناده لين في إحدى رسائله في الزيارة (ص۱۷) وقال في الرد على الاخنائى (ص۱۳۴) : وإن كان معناً صحيحاً فأسناده لايحتج به . " (رفع المنارة لتخريج احاديث التوسل والزيارة، ص۳۵۳)

علمائے حرمین کی عقیدت ومحبت اور عقائد کا دم بھرنے والے، پاک وہند کے علمائے دیو بند کی تحقیق کے مطابق بھی یہ حدیث سند کے لحاظ سے جید ہے۔ جیسا کہ مفتی عبدالشکور ترمذی نے لکھا:

''اور اس حدیث کی سند کے بارہ میں شیخ ابن حجر فتح الباری جلد ۶ ص ۳۷۹ میں اور حافظ سخاوی'' القول البدیع ''ص ۱۱۶ میں، اور علامہ علی قاری'' مرقات'' جلد ۲ ص ۱۰ میں، اور علامہ شبیر احمد عثمانی'' فتح الملهم ''جلد ۱ ص ۳۳۰ میں فرماتے ہیں کہ:

''یہ سند جید ہے اور محدثین کرام کے نزدیک ایسی سند کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ خاص کر جبکہ امت مسلمہ کا اجماع اور تعامل بھی اس کی تائید کر رہا ہے۔'' (خلاصہ عقائد علمائے دیوبند مع تصدیقات جدیدہ، ترتیب مفتی عبدالشکور ترمذی، ملحق بہ المہند علی المفند ص ۱۵۸)

امام یوسف بن اسماعیل نبھانی لکھتے ہیں:

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں تشہد کی حالت میں سلام پیش کرنے کی مشروعیت، سلام عرض کرنے والا خواہ قریب سے ہو یا دور سے آپ ﷺ کا سماع فرمانے کی تائید'' السلام عليك ايها النبى ''صیغۂ خطاب سے عیاں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اولیاء کاملین نماز میں'' السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته'' کرامت کے طور پر سن لیا کرتے تھے۔

امام موصوف آگے لکھتے ہیں: اور یہ کوئی امر محال اور ناممکن سی بات نہیں۔

" لأن الذى اطلعه على الغيب والسمعه كلام من يخاطبه من بعيد و قريب هو الله

"اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ" یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

تعالی ولا فرق عنده تعالی بين أن يكون ذلك في حياته و بعد مماته فقد صحّ أنه حيٌّ في قبره ﷺ " (شواهد الحق في الا ستغاثة بسيد الخلق عربی،ص ۲۱۱،مرکز اهل سنت برکات رضا)

یعنی، یقیناً حضور ﷺ کی ذات گرامی کو دور ونزدیک والوں کا کلام پہنچانے اور غیب سے مطلع فرمانے والا تو اللہ پاک ہی ہے۔اور ایسا اللہ پاک کی قدرت سے بعید نہیں۔خواہ آپ کی حیات ظاہری ہو یا باطنی،اور یہ بات بھی طے ہے کہ آپ اپنی قبر شریف میں جسم شریف کے ساتھ زندہ ہیں۔

حضرت علامہ مولانا منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب'' مقام رسول'' میں اس عنوان پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے، جو لائق مطالعہ ہے۔ آپ نے ''دُور سے سننا، پھر دُرود کا سننا'' کے دلپذیر نام سے عنوان قائم کیا۔ جسمیں تحقیق وتدقیق اور دلائل کے انبار لگا دیئے۔ جسے پڑھ کر دل عش عش کر اٹھتا ہے۔''مشتے نمونہ ازخروارے'' کے طور پر چند ایک موتی پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

(۱) اللہ تعالی نے قرآن شریف میں فرمایا:

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا (پ ۱۹، النمل ۱۹۔۱۸)

'' یہاں تک کہ جب حضرت سلیمان بمع لشکر چیونٹیوں کی وادی پر آئے۔ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں،تو سلیمان (علیہ السلام) اس کی بات سے مسکرا کر ہنسے۔''

(۲) نبی دُور سے سنتے ہیں ﴾ چنانچہ سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی یہ خفیف سے خفیف آواز تین میل کے فاصلہ سے سن کر ہنسنے لگے۔ (جلالین ص ۳۱۸۔جمل جلد ۳ ص ۳۰۶۔)

(۳) نبی جانوروں کی زبان بھی جانتے ہیں۔ (کبیر،خازن،جمل،صاوی)

(۴) حضور علیہ السلام مہد (گہوارہ) میں چاند کی باتیں سنتے تھے۔اور فرمایا:

"اسمع وجبته حين يسجد تحت العرش . "

''میں اس کے دھما کے کی آواز سنتا ہوں جب کہ وہ چاند عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔''

اور آپ سیدہ والدہ آمنہ کے پیٹ مبارک میں رہ کر عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کی تسبیح کی آواز

جواب اس کا جواب کچھ یوں ہے کہ سلام ایک دعا ہے، جو دنیوی واُخروی آفات وبلیات

سنتے تھے۔ نیز اپنی والدہ مطہرہ کے پیٹ مبارک میں رہ کر قلم کی آواز سنتے تھے جبکہ وہ لوح محفوظ پر چلتی تھی۔ جو محبوب بچپن میں اور والدہ کے بطن مقدس میں رہ کر اتنی دور دراز کی باتیں سنتے رہے وہ اب زمین والوں کا درود خود نہیں سکتے۔ فیا للعجب

(۵) حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا:

"أتسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شئی قال إنی لأسمع أطیط السماء ."
(الحدیث) (اخرجہ ابونعیم خصائص کبری جلد ا، ص ٦٦۔ زرقانی، جلد ۴، ص ۹۰)

"کیا تم وہ سنتے ہو جو میں سنتا ہوں، صحابہ نے عرض کیا ہم تو کچھ نہیں سن رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بے شک میں آسمان کے چرچرانے کی آواز سنتا ہوں۔"

جو محبوب آسمانوں کے رونے کی آواز سنتے رہے وہ زمین والوں کا درود خود نہیں سن سکتے۔ وہ فاصلہ بھی ذہن نشین رہے اور یہ فاصلہ بھی۔ (ملاحظہ فرمایئے "مقام رسول" ص ۶۰۳ تا ۶۲۶)

* عصر حاضر کے ایک اور مذہبی سکالر مفتی غلام سرور قادری رحمۃ اللہ علیہ کی مایۂ ناز تصنیف "درود وسلام اور شان خیر الانام" جس میں مفتی صاحب نے عمدہ تحقیق اور نفیس بحث فرمائی ہے۔

" ما مِن أحدٍ یسلّم علی إلا رد اللہ إلی روحی حتی أردّ علیہ السلام " (مشکوۃ، ص ۸٦)

اس حدیث کے تحت عظیم الشان محدث امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

" ویتولّد من ھذا الجواب اخر و ھو أن یکون الروح کنایۃ عن السمع ویکون المراد أن اللہ تعالٰی یردّ علیہ سمعہ الخارق للعادۃ بحیث یسمع سلام المسلم وإن بَعُدَ قُطْرُہٗ و یردّ علیہ من غیر احتیاج إلی وَاسِطَۃِ مُبَلِّغٍ ولیس المرادسمعہ المعتاد و کان لہ ﷺ فی الدنیا حالۃ یسمع فیھاسمعاً خارقاً للعادۃ بحیث کان یسمع أطیط السماء کما بینت ذلک فی کتاب المعجزات"(انبیاء الاذکیا فی حیاۃ الانبیاء، ص ۲۴۷)

ترجمہ: اور (امام تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ کے) اس جواب سے ایک اور جواب پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ روح مبارک کے لوٹائے جانے سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالے حضور اکرم ﷺ پر آپ ﷺ کی سننے کی معجزانہ قوت کو یوں لوٹا دیتا ہے کہ حضور ﷺ سلام بھیجنے والے کے سلام کو سنتے ہیں خواہ وہ کتنی ہی دُور ہو

سے عافیت پا کر صحیح وسالم رہنے کا نام ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے منزّہ اور مستغنی ہے کہ اس کے لیے سلامتی کی دعا کی جائے، پس اس کے عوض اس ذات پاک کے بندگانِ خاص پر سلام بھیجا کہ وہ اس درگاہ کے مقربین اور صاحبانِ عظمت ہیں۔

صحیح حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور

اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس قوت سے دُرود بلا واسطہ سنتے ہوں اور آپ ﷺ کو دُرود پہنچانے والے فرشتے کی حاجت نہیں ہوتی اور اس سے مراد آپ ﷺ دُور والے کا دُور سے دُرود سننا معمولی قوت سماعت سے نہیں ہے (بلکہ معجزانہ قوتِ سماعت سے ہے) اور دنیا میں حیاتِ ظاہرہ کے زمانہ میں بھی آپ ﷺ کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ معجزانہ قوت سے سنتے تھے۔ حتی کہ آپ ﷺ آسمان کے چرچرانے کی آواز سنتے تھے۔ چنانچہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس کو اپنی کتاب "المعجزات" میں بیان کیا۔

الحمد للہ اس حدیث سے بھی امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے حضور ﷺ کے دُور سے دُرود سننے کو ثابت کر دیا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ جس طرح حضور ﷺ قبرانور کے پاس دُرود پڑھنے والے کا دُرود سنتے ہیں اسی طرح دُور سے دُرود پڑھنے والے کا دُرود بھی سنتے ہیں۔ اسی طرح جیسے دُور کا دُرود حضور ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے ایسے ہی قبرانور پر پڑھا جانے والا درود شریف بھی حضور ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ فرشتے کے درود پہنچانے سے آپ ﷺ کے خود بلا واسطہ درود سننے کی نفی نہیں ہوتی اور (بقیہ حاشیہ) آپ ﷺ کے دُرود سننے سے فرشتے کے درود کو پہنچانے کی نفی نہیں ہوتی اور جیسا کہ ہم نے پہلے وضاحت کر دی ہے۔ کہ حدیث میں جو فرمایا گیا کہ جو دُرود میری قبرانور پر پڑھا جاتا ہے میں اسے سنتا ہوں اور جو دُور سے پڑھا جاتا ہے وہ مجھے فرشتے پہنچا دیتے ہیں اس میں توجہ خاصہ سے یعنی خصوصی توجہ سے سننا مراد ہے۔ ایسی خصوصی توجہ سے کہ علی العموم دُور سے پڑھے جانے والے دُرود کو اس خصوصی توجہ سے نہیں سنا جاتا بلکہ عمومی طور پر یعنی عام توجہ سے سنا جاتا ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسے ہے جیسے ایک شخص دُور سے سفر کر کے مشکلیں برداشت کر کے آپ کے پاس آتا ہے تو آپ اس کی تکالیف و مشکلات کا احساس کرتے ہوئے اس کی بات کو خاص توجہ اور دل کی گہرائی سے سنیں گے جبکہ جسے نے ایسی تکالیف و مشکلات برداشت نہیں کیں اس کی بات اس خاص توجہ سے اور دل کی گہرائی سے نہیں سنیں گے جبکہ سنیں گے دونوں ہی کی مگر ایک عمومی توجہ سے اور دوسرے کی خصوصی توجہ سے۔

(دُرود وسلام اور شانِ خیر الانام ﷺ۔ ص ۱۴۳۔ ۱۴۴ از ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری رحمۃ اللہ علیہ)

سرورِ دو عالم ﷺ کے پیچھے نماز میں یوں کہنے لگے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهٖ وَعَلٰی جِبْرِيْلَ وَمِيْكَا ئِيْلَ وَعَلٰی فُلَانٍ وَفُلَانٍ" ۹

"اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام، جبرئیل ومیکائیل پر اور فلاں فلاں پر بھی سلام ہو۔"

آپ صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادَ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ"

خدا تو خود سلام ہے اور دوسروں کو بھی سلامتی بخشنے والی ذات ہے۔

دوسروں کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر سلام کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ جب مجھ پر سلام بھیجا جائے تو اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندگان پر بھی سلام بھیجو۔ تا کہ زمین وآسمان میں موجود ہر صالح بندے پر سلام پہنچے۔ جبرائیل ہو یا میکائیل ہو وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے کہ یہاں یہ سب (عباد اللہ الصالحین میں) داخل وشامل ہیں۱۰۔

۹۔ بخاری ومسلم۔ مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب التشہد

۱۰۔ حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ لفظ "صالح" پر جامع ومانع انداز میں گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: صلاح فساد کی ضد ہے۔ بندۂ صالح اسے کہتے ہیں جو عبودیت کے حقوق جیسے اور جس طرح ان کا حکم ہے، بجالائے۔ اور استقامت دکھائے اور کسی طرح سے بھی اس کے ظاہری وباطنی حالات کے کارخانہ میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہو۔

مقام صلاح دراصل اعلیٰ ترین منصب اور ارفع ترین مرتبہ ہے۔ اس لئے حق جل وعلا نے انبیاء ورسل کے صالح ہونے کے ساتھ تعریف کی۔ درست بات یہ ہے کہ صلاح کے بہت سے مرتبے ہیں اور بعض بعض سے فوقیت رکھتے ہیں۔ اور سبکو اپنے صالح ہونے کے مطابق سلامتی سے حصہ ملتا ہے۔

(اردو ترجمہ اشعۃ اللمعات از محمد سعید احمد نقشبندی، سابق خطیب حضرت داتا گنج بخش لاہور)

گواہی ہے اور بعض روایات میں "وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ "کا اضافہ ہے۔[11] اگر اس کو بھی پڑھ لیا جائے تو بلاشبہ درست ہے لیکن مذہب حنفی کے مطابق صحیح روایت وہی قول اول ہے جو مذکور ہو چکا ہے۔

"اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ "

اول خدائے بزرگ و برتر کی خدائی کی شہادت ہے اور دوسری حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی تشہد کے بعد درود پڑھے اور وہ حضرات حنفیہ کے نزدیک سنت ہے۔ جبکہ حضرت امام شافعی فرض قرار دیتے ہیں۔

درود کی کیفیت احادیث میں مختلف صیغوں کے ساتھ آئی ہے۔[12] اگر درج ذیل الفاظ

۱۱۔ عَنْ عَلِيّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّ مَ اللّٰهُ وجْهَهٗ اَنَّهٗ كَانَ اِذَاتَشَهَّدَقَالَ: " اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ اَلْغَادِيَاتُ الرَّائِحَاتُ الطَّاهِرَاتُ النَّاعِمَاتُ السَّابِغَاتُ مَاطَابَ وَطَهُرَ ، وَزَكٰى وَخَلُصَ ، وَنَمٰى فَلِلّٰهِ ، وَمَاخَبُثَ فَلِغَيْرِ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ ، وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًاوَّنَذِيْرًاوَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًامُّنِيْرًا ، اَشْهَدُ اَنَّکَ نِعْمَ الرَّبِّ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُوْلِ" (مسندامام زیدرضی اللہ عنہ،ص۹۶،اردوترجمہ محمد محی الدین جہانگیر،مکتبہ شبیر برادرار دوبازار لاہور)

وروينا في الموطا وسنن البيهقي وغير هما ايضاً باسناد صحيح عن عائشة رضي الله عنها : (اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنْ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ) مالک (۹۱/۱)، والبيهقي (۱۴۴/۲) ، وابن ابی شيبة في مصنفه (۲۶۱/۱)، "اسناده صحيح ."(کتاب الاذکار ص ۶۲ ازامام محی الدین ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی (۶۳۱ھ۔۶۷۶ھ)

۱۲۔ یہ درود مبارک متعدد صحابہ کرام سے مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔ کتب صحاح (بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی) سمیت دیگر کتب احادیث میں فقہاء محدثین نے بھی اس درود شریف کو مختلف اسانید سے اپنی اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے۔ صاحب رسالہ شیخ اجل شاہ عبدالحق محدث

کے ساتھ پڑھ لے تو بھی کافی ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

ایک نسخہ میں:

" اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ کَمَابَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

حسبِ قانون مشبہ بہ (درودِ ابراہیم خلیل اللہ) میں وجہ تشبیہ کا قوی ہونا لازمی ہے، جو کہ یہاں مورد سخن ہے (یعنی نبی کریم ﷺ کے درود پاک کو ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ جو تشبیہ دی گئی ہے اس میں بعض لوگ یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر اللہ کا جو انعام واکرام ہوا وہ قوت میں زیادہ ہے۔ چونکہ اسے درود مصطفیٰ کے لئے تشبیہ و مثال کے طور پر ذکر کیا گیا) اس کے بہت سے جوابات رسالہ جذب القلوب میں ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ بہترین جواب یہ ہے کہ یہاں پر تشبیہ صرف اور صرف نفس صلوۃ میں ہے اور بس۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں

" اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّنَ مِنْۢ بَعْدِہٖ ج"

ترجمہ: بے شک اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی۔ (النساء۔آیۃ:۱۶۳، از کنزالایمان، امام احمد رضا خان)

دہلوی نے شرح سفر السعادت میں ۴۹ صیغوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ۳۴ صیغے سرکار ﷺ اور دیگر حضرات صحابہ کرام سے ثابت ہیں۔ (شرح سفر السعادت فارسی ص ۴۰۰)

صاحب قاموس نے "الصلات والبشر فی الصلوۃ علی خیر البشر" میں امام نمیری کی "الاعلام" کے حوالے سے تقریباً ۴۰ صیغوں کا ذکر فرمایا ہے۔

امام اجل شیخ تقی الدین سبکی نے "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام" کے خاتمہ میں نمیری کی کتاب "الاعلام" کے حوالے سے ۵۰ سے زیادہ صیغے ذکر فرمائے ہیں۔

علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی نے "سعادۃ الدارین" میں "القول البدیع" کے حوالے سے ۴۰ صیغوں کا ذکر کیا اور ہر صیغے کی تخریج، مصادر و مراجع کا بھی اہتمام فرمایا ہے۔

مشبہ میں وجہ تشبیہ (نزولِ وحی) کا ظہور اور اس کی شہرت ہی تشبیہ دینے کے لئے کافی ہے۔ یعنی جس طرح نوح علیہ السلام پر وحی کا نزول ہے۔ وہی نزول وحی آپ ﷺ پر بھی ہے۔

تشہد اور صلوۃ کے بعد دعاؤں میں سے پسندیدہ دعا جو بھی چاہے پڑھ لے۔ اگر ماثورات (احادیث اور عمل صحابہ سے ثابت شدہ دعاؤں) سے پڑھ لے تو افضل ہے۔

ماثورہ دعاؤں سے ایک یہ بھی ہے جسے حضور فخر دو عالم ﷺ نے حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی التماس پر انہیں تعلیم فرمائی:

" رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْماً کَثِیْراً وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِی مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَرْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ"[۱۳]

"اے اللہ (عزّ وجل) بیشک میں نے اپنی جان پر بہت بہت ظلم کئے اور تیرے سوا کوئی بھی گناہ بخش نہیں سکتا، تو ہی میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر، بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔"

یہ دعا بھی پڑھ سکتا ہے۔

۱:۔"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفِتَنِ مَا اَظْھَرَ مِنْھَا وَمَابَطَنَ

۲:۔" اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ "[۱۴]

(ترمذی، رقم: ۳۴۲۲۔ بحوالہ "حصن حصین")

۱۳۔ متفق علیہ۔ مشکوۃ، کتاب الصلوۃ، باب الدعاء فی التشہد، ص ۸۷، الدعوات الکبیر، رقم: ۹۰

۱۴۔ یہ احادیث مبارکہ، الفاظ کی تقدیم وتاخیر اور معمولی سی تبدیلی کے ساتھ مختلف کُتب حدیث میں موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مسلم، ابوداود، نسائی، ترمذی

غالباً حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کو یکجا کر دیا، تاکہ نمازی جملہ الفاظ حدیث کے برکات سے مستفید و مستفیض ہو سکے۔ مترجم

یعنی، اے اللہ! میں عذاب قبر کے فتنے، عذاب دوزخ کے فتنے، کانے دجّال کے فتنے، ہر ایسا کام جو گناہ میں پڑنے کا سبب ہو اور ایسا قرض جس کی ادائیگی مشکل پڑ جائے اور زندگی و موت کے تمام فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور میں تجھ سے ہر ظاہری و باطنی فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میرے پہلے اور پچھلے، ظاہری اور پوشیدہ، میری فضول خرچیاں اور وہ گناہ بھی جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، سب معاف فرمادے۔

نیز یہ جامع دعا بھی پڑھ سکتا ہے۔ چونکہ یہ دنیا و آخرت سب کو شامل ہے۔

"رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰ خِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ [15]

☆ ☆ ☆ ☆ تمت بالخیر ☆ ☆ ☆ ☆

15۔ البقرۃ، آیت: 201۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن از: امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ

﴿مصادر و مراجع﴾

1۔المنہاج فی شرح مسلم بن حجاج۔امام ابوزکریا محی الدین یحیی بن شرف النووی،متوفی ۶۷۶ھ

2۔الکواکب الدراری شرح صحیح بخاری۔محمد بن یوسف بن علی بن عبدالکریم کرمانی۔

3۔مشکوۃ المصابیح۔امام ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ،خطیب بغدادی،متوفی ۷۴۰ھ

4۔کتاب الاذکار۔امام ابوزکریا محی الدین یحیی بن شرف النووی،متوفی ۶۷۶ھ

5۔مسند امام زید رضی اللہ عنہ۔اردو ترجمہ:محمد محی الدین جہانگیر،مکتبہ شبیر برادر،اردو بازار لاہور

6۔شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام۔امام اجل،شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ

7۔القول البدیع فی الصلاۃ علی حبیب الشفیع ﷺ۔امام عبدالرحمٰن سخاوی،متوفی ۹۰۴ھ

8۔اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعہ۔امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

9۔الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر۔امام،شیخ مجد الدین محمد بن یعقوب الفیر وزآبادی،متوفی ۸۱۷ھ

10۔رفع المنارۃ لتخریج احادیث التوسّل والزیارۃ۔محدّث،نقاد،محمود سعید شیخ

11۔اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوۃ۔شاہ عبدالحق محدث دہلوی،متوفی ۱۰۵۲ھ

12۔شرح سفر السعادت۔شاہ عبدالحق محدث دہلوی،متوفی ۱۰۵۲ھ

13۔سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین ﷺ۔امام یوسف بن اسماعیل نبھانی،متوفی ۱۳۵۰

14۔شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق۔امام یوسف بن اسماعیل نبھانی،متوفی ۱۳۵۰ھ

15۔معارج النبوۃ۔حضرت ملا معین الدین کاشفی ہروی رحمۃ اللہ علیہ

16۔تسکین الخواطر فی مسئلہ الحاضر والناظر۔امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی متوفی ۱۹۸۵ء

17۔النبی الشاہد۔مولانا نور احمد انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ۔متوفی ۱۹۶۹ء

18۔مقام رسول۔علامہ مولانا منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ

19۔تذکرۃ المحدثین۔شارح بخاری ومسلم،علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

20۔درود وسلام اور شان خیر الانام۔مذہبی سکالر،مفتی غلام سرور قادری رحمۃ اللہ علیہ

21۔تبیین ضلالات البانی۔شیخ عبداللہ الہرری رحمۃ اللہ علیہ

22۔صفۃ صلاۃ النبی۔شیخ ناصر الدین البانی،متوفی ۱۴۲۰ھ

23۔الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ۔شیخ ناصر الدین البانی،متوفی ۱۴۲۰ھ

24۔فیض الباری شرح صحیح بخاری۔شیخ انور شاہ کشمیری

25۔خلاصہ عقائد علمائے دیوبند مع تصدیقات جدیدہ،ترتیب،مفتی عبدالشکور ترمذی